69822 - مرد کے لیے بال لمبے رکھنا اور چٹیا بنانے کا حکم

سوال

میرا خاوند کہتا ہے کہ میں اس کے سر کے بالوں کی چٹیا بناؤں میں نے اس سے اس کے متعلق شرعی حکم معلوم کیا تو اس نے مردوں کے بالوں کی چٹیا کے متعلق بعض علماء کرام کے اقوال بیان کیے تو کیا یہ صحیح ہے ؟

میں یہ سوال اس لیے کر رہی ہوں میں اسے نہیں مانتی، لیکن میں یہ معلوم کرنا چاہتی ہوں کہ آیا اس میں کوئی دوسری رائے بھی پائی جاتی ہے، کیونکہ میرے لیے یہ معاملہ بہت ہی عجیب ہے ؟

پسندیدہ جواب

بال لمبے کرنا ایسی سنت نہیں کہ اس پر مسلمان شخص کو اجر و ثواب حاصل ہو؛ کیونکہ یہ عادات میں شامل ہے، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بال لمبے بھی رکھے، اور انہیں مونڈا بھی، اور اسے لمبے کرنے میں کوئی اجر و ثواب نہیں رکھا، اور نہ ہی اسے مونڈنے میں کوئی گناہ، لیکن صرف اتنا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بالوں کا خیال رکھنے اور انہیں سنبھالنے کا حکم دیا ہے۔

ابو ہریرہ رضی اللہ تعالی عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا :

"جس کے بال ہوں تو وہ ان کی تکریم کرے"

سنن ابو داود حدیث نمبر (4163) حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے فتح الباری (368/10) میں اسے حسن قرار دیا ہے.

اور عائشہ رضی اللہ تعالی عنہا بیان کرتی ہیں کہ :

"میں حیض کی حالت میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے سر کے بالوں کو کنگھی کیا کرتی تھی"

صحیح بخاری حدیث نمبر (291).

ترجیل بالوں کو کنگھی کر کے کھولنے کو کہا جاتا ہے.

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بال کانوں کی لو تک پہنچ رہے ہوتے تھے، اور بعض اوقات کانوں اور گردن کے درمیان، اور بعض اوقات کندھوں کے ساتھ لگ رہے ہوتے تھے، اور جب رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم بال لمبے رکھتے تو ان کی چار چٹیا بناتے تھے.

انس رضی اللہ تعالی عنہ بیان کرتے ہیں کہ :

"رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بال کندھوں پر پڑ رہے ہوتے تھے"

صحیح بخاری حدیث نمبر (5563) صحیح مسلم حدیث نمبر (2338).

انس بن مالک رضی اللہ تعالی عنہ بیان کرتے ہیں کہ :

" رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بال آپ کے کانوں اور گردن کے درمیان ہوا کرتے تھے "

صحیح بخاری حدیث نمبر (5565) صحیح مسلم حدیث نمبر (2338).

اور مسلم کی ایک روایت میں ہے :

" رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بال کانوں کے نصف تک تھے "

عائشہ رضی اللہ تعالی عنہا بیان کرتی ہیں کہ :

" رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بال وفرہ سے بڑے اور جمۃ سے چھوٹے تھے "

سنن ترمذی حدیث نمبر (1755) سنن ابو داود حدیث نمبر (4187) علامہ البانی رحمہ اللہ نے صحیح ترمذی میں اسے صحیح قرار دیا ہے.

الوفرۃ : جب سر کے بال کانوں کے نچلے حصہ تک پہنچ جائیں توانہیں وفرہ کہا جاتا ہے.

الجمۃ : جب سر کے بال کندھوں پر گرنے لگیں ت وانہیں جمہ کہا جاتا ہے.

ام ہانی رضی اللہ تعالی عنہا بیان کرتی ہیں کہ :

" رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم مکہ تشریف لائے تو آپ بالوں کی چار میڈیاں (چٹیا) بنی ہوئی تھیں "

سنن ترمذی حدیث نمبر (1781) سنن ابو داود حدیث نمبر (4191) سنن ابن ماجہ حدیث نمبر (3631) حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے فتح الباری میں اسے حسن اور علامہ البانی رحمہ اللہ نے " مختصر الشمائل " (23) میں اسے صحیح قرار دیا ہے.

الغدائر : ضفائر یعنی چٹیا کو کہتے ہیں.

حافظ ابن حجر رحمہ اللہ کہتے ہیں :

" حدیث جس پر دلالت کرتی ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بال کندھوں کے قریب ہوا کرتے تھے یہ غالب حالات میں تھے، اور بعض اوقات اس سے بھی لمبے ہوجاتے حتی کہ اس کی چٹیا بنائی جاتیں، جیسا کہ ابو داود اور ترمذی نے حسن سند کے ساتھ ام ہانی رضی اللہ تعالی عنہا سے بیان کیا ہے کہ :

" رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم مکہ تشریف لائے تو آپ کے بالوں کی چار چٹیا تھیں "

اور ایک روایت میں ضفائر کے الفاظ ہیں.

اور ابن ماجہ کی روایت میں اربع غدائر یعنی ضفائر کے الفاظ ہیں.

اور یہ اس حالت پر محمول ہے جس میں سفر وغیرہ کی بنا پر بالوں کا دھیان نہیں رکھا جاتا " انتہی مختصرا.

دیکھیں : فتح الباری (360/10).

یہ معاملہ اس دور میں معروف اور مقبول تھا، اور لوگ اس سے متعارف تھے، اس لیے جب عرف مختلف ہو اور مسلمان شخص کسی ایسی جگہ ہو جہاں کے رہنے والے لوگ اس پر زیادتی نہ کریں، یا پھر وہ اس ایسا کرنے والے کو فاسق قسم کے لوگوں کے ساتھ مشابہت کرنے والا سمجھیں تو پھر یہ عمل نہیں کرنا چاہیے.

شیخ محمد بن صالح العثیمین رحمہ اللہ کہتے ہیں :

" سر کے بالوں کو لمبا کرنے میں کوئی حرج نہیں، کیونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بال بعض اوقات کندھوں تک لمبے ہو جاتے تھے، تو یہ اپنی اصل پر ہی ہے، اس میں کوئی حرج نہیں، لیکن اس کے باوجود یہ عادات اور عرف کے تابع ہے، اس لیے اگر کسی معاشرے اور عرف میں یہ عادت ہو کہ وہاں لمبے بال صرف ایک مخصوص غلط قسم کا گروہ رکھتا ہو، تو پھر اہل مروؤت کے لیے ایسا نہیں کرنا چاہیے، اس لیے کہ لوگوں کی عادات اور عرف نچلے اور گرے پڑے افراد سے آتی ہیں!

اس لیے بال لمبے رکھنے کا مسئلہ ان مباح اشیاء میں شامل ہوتا ہے جو لوگوں کی عادات اور عرف کے تابع ہے، لہذا جب لوگوں کی عادت اور عرف میں ہو کہ ہر شخص شریف اور غیر شریف افراد سب ایسا کرتے ہوں تو پھر اس میں کوئی حرج نہیں، لیکن اگر ایسا صرف گرے پڑے لوگ ہی کرتے ہوں تو پھر شرف و مقام اور مرتبہ رکھنے والے شریف افراد کو ایسا نہیں کرنا چاہیے، اور اس پر یہ اعتراض نہیں ہوتا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جو کہ سب سے افضل اور اعلی مقام و مرتبہ رکھتے ہیں ان کے بال لمبے تھے، کیونکہ اس مسئلہ میں ہماری رائے یہ ہے کہ بال رکھنا سنت اور عبادت میں شامل نہیں، بلکہ یہ عادات اور عرف کے تابع ہے "

فتاوی نور علی الدرب.

اس لیے آپ کے خاوند کا کہنا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بالوں کی چار چٹیا تھیں صحیح ہے، لیکن اس کا یہ معنی نہیں کہ یہ ایسی سنت ہے جس پر اسے اجر و ثواب حاصل ہوگا، بلکہ اس میں لوگوں کی عادات اور عرف کا خیال کیا جائیگا، اکثر علاقوں اور ملکوں میں اب عادات اور عرف بدل چکی ہیں، جو کہ قدیم دور میں تھیں.

ابن عبد البر رحمہ اللہ کہتے ہیں :

" ہمارے دور کے لوگوں میں صرف فوجی ہی لمبے بال رکھتے ہیں، ان کے کانوں اور گردن تک بال ہیں، اہل اصلاح اور اہل علم و عمل ایسا نہیں کرتے، حتی کہ یہ ان کی علامت بن کر رہ گئی ہے، اور کانوں تک بال رکھنا ہمارے ہاں بے وقوفوں کی علامت بن چکی ہے! اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی ہے کہ آپ نے فرمایا :

" جس کسی نے بھی کسی قوم سے مشابہت اختیار کی تو وہ انہی میں سے ہے یا ان کے ساتھ اٹھایا جائیگا "

اس میں ایک قول یہ ہے کہ : جس نے بھی ان کے افعال میں ان کی مشابہت کی.

اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ : جس نے بھی شکل و شباہت میں مشابہت کی.

آپ کے لیے یہی کافی ہے، تو یہ صالحین اور نیک لوگوں کی راہ پر چلنے کا اجمال ہے، چاہے وہ کسی بھی حالت میں ہوں، اور بال رکھنا یا منڈوانا روز قیامت کچھ فائدہ نہیں دینگے، بلکہ نیت اور اعمال کے مطابق اجرو ثواب اور سزا دی جائیگی، اس لیے بہت سے بغیر بالوں والے لوگ بہت اور اچھے ہیں، اور ہو سکتا ہے بالوں والا شخص بھی نیک و صالح ہو"

التمہید(80/6).

خلاصہ یہ ہوا کہ:

اس میں عادت اور عرف کی پیروی کرنی چاہیے، حتی کہ مسلمان شخص ہنسی و مذاق کا شکار نہ ہو جائے، اور لوگوں کی غیبت کا باعث نہ بنے.

واللہ اعلم.